Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

سیاہ سفید

تحریم صدیقی

سیاہ سفید

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

از قلم تحریم صدیقی

All Rights Reserved

Copyright: Tehreem Siddiqui (Author)

Published by: Safar-e-Adab

Published On: safareadab.com

To get published with us, contact us via email or website:

safareadab.com

khanumaira@safareadab.com

adab@safareadab.com

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

Note: We don't charge anything to publish online. If anyone charges any kind of fee in order to publish your write-ups in the name of Safar-e-Adab, please don't try to go ahead with them and immediately report them using the contact us button on our website. Thank you

ضروری بات

سیاہ سفید کے تمام جملہ حقوق لکھاری "تحریم صدیقی" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹفارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ بغیر اجازت کہانی کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جا سکتی ہے۔

اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

قسط نمبر:01

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

سیاہ ٹائلز کے چمکدار فرش پر سرخ ہیلز کی ٹِک ٹِک نے ارد گرد موجود لوگوں کی توجہ اپنی جانب کھینچی۔ سرخ شیفون کی ساڑھی، جوڑے میں مقید سیاہ رنگ بال اور گہری سیاہ آنکھیں جو کئی راز چھپائے ہوئے تھیں۔ وہ لڑکی بلاشبہ بلا کی حسین تھی اور وہاں موجود ہر شخص اس وجود سے نظریں ہٹانے سے قاصر تھا۔ لیکن وہ ان سب نظروں سے بے نیاز نہایت پرُاعتماد طریقے سے چل رہی تھی۔ جیسے وہ ان نظروں کی عادی ہو۔

راہداری عبور کر کے وہ ایک بڑے سے ہال میں داخل ہوگئی اور ایک ادا سے چلتی ہوئی کرسیوں کی پہلی قطار میں بیٹھ گئی۔ سامنے سٹیج پر "آل پاکستان بزنس آوارڈز کانفرنس "کا فلیکس موجود تھا۔ فلیکس کے نیچے والے حصے میں گیسٹ آف آنر کا نام لکھا ہوا تھا۔ نام پڑھتے ہی اس کے چہرے پر واضح غصہ نظر آنے لگا۔ مگر جلد ہی اُس نے اپنے تاثرات پر قابو پالیا۔

تھوڑی ہی دیر میں ہال لوگوں سے بھر گیا۔ پاکستان بھر سے جانے مانے بزنس مین اس کانفرنس میں شریک تھے۔ کانفرنس شروع ہوچکی تھی اور سب لوگ بہت توجہ سے سٹیج پر بولتے شخص کو سن رہے تھے۔ باری باری مختلف بزنس مین سٹیج پر آئے اور اپنے آئیڈیاز پر بات کی۔ سب سے آخر میں گیسٹ آف آنر کی باری تھی۔

"میں ایک ایسے شخص کو سٹیج پر دعوت دینا چاہوں گا جنہوں نے نہ صرف اپنے خاندانی بزنس کو کامیابی کی منزل تک پہنچایا بلکہ سیاست میں بھی اپنے کامیابی کے جھنڈے گاڑے ہیں۔ آپ کی بھرپور تالیوں میں شہریار آفندی صاحب سٹیج پر تشریف لا رہے ہیں۔" سٹیج پر کھڑے شخص کی آواز پر پورے ہال میں تالیوں کی آواز گونجی۔

گہرے نیلے رنگ کے پینٹ کوٹ میں ملبوس شہریار غرور اور اعتماد کے ساتھ چلتا سٹیج پر آیا۔ سٹیج پر موجود روشنیوں نے اس کے چہرے کو واضح کیا۔ سمندر جیسی گہری نیلی آنکھیں، شارپ جالائن، ہلکے بھورے رنگ کے گھنے بال اور ہلکی

داڑھی جو اس کی وجاہت میں اضافہ کر رہی تھی۔مائیک کے سامنے کھڑے ہوتے وقت اس نے اپنے سامنے بیٹھے لوگوں کو دیکھا۔ سرخ ساڑھی والی لڑکی پر نظر پڑتے ہی اس کے چہرے پر سایہ گزرا۔ مگر اس نے جلد ہی نظروں کا رخ پھیر لیا اور ہونٹوں پر مسکراہٹ سجالی۔

"اسلام علیکم !میرے قابل اور محنتی ساتھیوں۔" وہ اپنے ازلی انداز میں گفتگو کر رہا تھا۔وہی انداز جو لوگوں کے دل پر اثر کرتا تھا۔

" آپ میں سے بہت سے لوگ یہ سوچتے ہیں کہ میں نے بیک وقت سیاست اور بزنس میں حصہ کیوں لیا؟بزنس میرے خون میں ہے اور سیاست میرا جنون!ان دونوں کے علاوہ باقی سب میرے لیے فضول ہے۔"اس کی بات پر سب لوگ مسکرادیے۔"زندگی کے کسی بھی میدان میں کامیاب ہونے کے لیے صرف ایک چیز کی ضرورت ہوتی ہے۔ سیکھنے کا شوق!جس انسان کو سیکھنے سے لگاؤ ہوتا ہے وہ ہر میدان میں ترقی حاصل کرلیتا ہے۔زندگی ہر وقت آپ کو جیتنے کا موقع نہیں دیتی۔ آپ کو خود موقع پیدا کرنا پڑتا ہے اور پھر کامیاب ہونے کے لیے ساری حدیں پار کرنی پڑتی ہیں۔"اس نے مسکراہٹ کے ساتھ بات مکمل کی اور پورا ہال ایک بار پھر تالیوں سے گونج اٹھا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہمیشہ کی طرح ایک بار پھر شہریار صاحب نے اپنی باتوں سے سامعین پر سحر طاری کر دیا ہے۔"وہ نوجوان پھر سے مائیک سنبھال چکا تھا۔"اب میں پاکستان کی بزنس انڈسٹری کے سب سے پرانے اور کامیاب بزنس مین داؤد ضمیر صاحب کو سٹیج پر دعوت دوں گا کہ وہ شہریار صاحب کو یہ آوارڈ پیش کریں۔"سارے کیمرہ مین سٹیج کی جانب متوجہ ہو چکے تھے۔انہوں کل کے بزنس میگزین میں آج کے ایونٹ کی بہترین تصاویر شائع کرنی تھیں۔

گرے سوٹ پینٹ میں ملبوس داؤد صاحب پہلی قطار سے اٹھے اور شان سے چلتے ہوئے شہریار کے برابر کھڑے ہوگئے۔وہ ساٹھ کی دہائیوں میں معلوم ہوتے تھے۔ سفید بال اور ہلکی سفید داڑھی ان کو سنجیدہ بنا رہی تھی۔انہوں

نے مسکراتے ہوئے آوارڈ تھامالیکن اس سے پہلے کہ وہ شہریار کی جانب آوارڈ بڑھاتے، سرخ ساڑھی والی لڑکی شانِ نزاکت سے قدم اٹھاتی مائیک کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ باقی سب نفوس حیرت سے اِس خوبصورت دوشیزہ کو دیکھنے لگے۔

"یہ جو آج جانے مانے بزنس مین اور سیاستدان کے نام سے جانے جاتے ہیں نہ! یہی شہریار آفندی صاحب جن کو آج بزنس مین آف دی ایئر کا آوارڈ دیا جا رہا ہے۔ یہ ایک شدید قسم کا نارساسسٹ انسان ہے۔ کچھ ماہ پہلے ہماری منگنی ہوئی تھی۔ لیکن ان صاحب نے طیش کے عالم میں میرے منہ پر تھپڑ مار دیا تھا۔ اس وجہ سے میں نے منگنی توڑ دی۔ مگر میں اتنی کمزور نہیں ہوں کہ تھپڑ کے بدلے صرف انگوٹھی واپس کرتی۔ میں نے بھی ان صاحب کے منہ پر اتنا ہی زوردار تھپڑ رسید کیا اور اس کے بعد ان کے منہ پر انگوٹھی مار کے واپس چلی آئی۔ یہ صرف دنیا کے سامنے ایک قابل اور کامیاب شخص ہیں۔ مگر حقیقت میں یہ ایک سیاہ دل کا مالک بھیڑیا ہے۔ جو اپنے مفاد کی خاطر کسی کی بھی کھال ادھیڑ سکتا ہے۔" سرخ ساڑھی میں ملبوس وہ لڑکی صرف چند لمحوں میں شہریار کی بنی بنائی عزت ملیامیٹ کر چکی تھی اور وہ ہتکِ عزت سے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ کیمرے کی فلیش لائٹس کے سامنے کھڑا تھا۔ وہ لڑکی اپنی بات مکمل کر کے سٹیج سے اتر گئی اور دروازے کی جانب بڑھ گئی۔ اس ہال میں بیٹھا ہر شخص یہ بات یقین سے کہہ سکتا تھا کہ یہ ایوارڈ کی تقریب کل کے اخبارات کی اہم ترین ہیڈ لائن ہونے والی تھی۔

----------★----------

دسمبر کے مہینے میں سردی کی شدت کے باعث بہت کم لوگ ہی صبح جلدی اٹھنے کا تکلف کرتے ہیں۔ زیادہ تر پاکستانی تو گرم رضائی اور کمبل میں دبکے حسین خوابوں کی وادی میں رہنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

اس وقت بھی جب صبح کے چھ بجے ہر طرف دھند اور ویرانی کا راج تھا۔ دور دور تک کوئی ذی نفس نہیں تھا۔ جاگنگ ٹریک پر ایک واحد شخص جاگنگ کرتا نظر آ رہا تھا۔ سیاہ ٹریک سوٹ، سیاہ ٹریینرز اور دائیں کلائی پر موجود ایپل واچ۔ تھوڑی دیر بعد وہ قریبی بینچ پر بیٹھ گیا۔ پاس رکھی پانی کی بوتل اٹھا کر منہ کو لگائی اور گہرا سانس خارج کیا۔

"لوگ صبح دیر تک سوتے رہتے ہیں اور پھر ناکام ہونے کا رونا روتے ہیں۔" اس نے خالی ٹریک کو دیکھ کر خود کلامی کی اور اٹھ کھڑا ہوا۔ ہوا سے پھڑ پھڑاتے سیاہ بال، کلین شیو چہرہ، سیاہی مائل گہری بھوری آنکھیں اور ہاتھوں پر نظر آتی واضح نسیں۔

پورے سات بجے وہ ناشتے کی میز پر موجود تھا۔ ابلے ہوئے انڈے، دلیہ اور بلیک کافی پر مبنی ناشتہ میز پر موجود تھا۔ اس نے ناشتے کے ساتھ رکھا اخبار اٹھا لیا۔ ہمیشہ کی طرح سیاست کے اتار چڑھاؤ اور عوام کی بدحالی کے قصے اخبار میں مرقوم تھے۔ گھسی پٹی خبروں پر نظر دوڑاتے ہوئے وہ ایک ہیڈ لائن پر ٹھہر گیا۔

"سرخ ساڑھی والی حسین بلا اور شہریار آفندی"

اس نے کل رات والے ایونٹ کی تصویر دیکھی۔ شہریار آفندی سے تو وہ واقف تھا لیکن یہ لڑکی کون تھی؟ جس اینگل سے تصویر لی گئی تھی اس میں لڑکی کی شکل زیادہ واضح نہیں تھی۔ تصویر کے نیچے موجود کل ہونے والے واقعے کی تفصیل پڑھتے ہوئے ایک گہری مسکراہٹ نے اس کے ہونٹوں کا احاطہ کیا۔ وہ اخبار واپس رکھتے ہوئے ناشتے کی جانب متوجہ ہو گیا۔

-----------★----------

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR LIFE

سفید رنگ کی لمبی قمیص اور کھلے ٹراوزرز، سیاہ بالوں کی اونچی پونی اور کندھے پر گہرا ابھورا بیگ لٹکائے وہ سیڑھیاں اتر رہی تھی۔ ہمیشہ کی طرح اس کے آنے کی اطلاع اس کی ہیلز کی ٹِک ٹِک نے دی تھی۔ اپنی ازلی نزاکت سے قدم اٹھاتی وہ ناشتے کی میز تک آئی اور سربراہی کرسی پر بیٹھے یوسف صاحب کے گلے میں بانہیں ڈال دی۔

"السلام علیکم بابا جان!" ان کا گال چوم کر وہ ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"وعلیکم سلام "نہایت محبت سے جواب دیا گیا۔

وہ اپنی پلیٹ میں آملیٹ اتار رہی تھی جب یوسف صاحب نے اخبار اس کی نظروں کے سامنے کیا۔ ہیڈ لائن پڑھتے ہی اس کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ چھا گئی۔

"میں نے تمہیں شہریار آفندی سے الجھنے سے منع کیا تھا۔" وہ نرمی سے بول رہے تھے۔

"میں نے آپ کو کہا تھا کہ شہریار کو میں پوری دنیا کے سامنے ذلیل کروں گی۔" آملیٹ کا ٹکڑا منہ میں ڈالتے ہوئے وہ مزے سے بولی۔

"ایسے لوگوں سے الجھنا سراسر بے وقوفی ہے۔ یہ آدمی بزنس اور سیاست پر راج کر رہا ہے۔"

"نتاشہ یوسف اِن جیسے لوگوں سے نہیں ڈرتی۔" اس نے کندھے اچکائے۔

"میں نہیں چاہتا کہ تم اس گندی سیاست کی نظر میں آجاؤ۔" ان کے لہجے میں باپ والی فکر تھی۔

"آپ کے ہوتے ہوئے مجھ پر کوئی آنچ کیسے آسکتی ہے؟" اس کے اعتماد پر یوسف صاحب نہال ہو گئے۔

" آپ یہ بتائیں کل کی میٹنگ کیسی ہوئی؟ آپ کی کمپنی کو پروجیکٹ مل گیا؟"

وہ دونوں باپ بیٹی اب بزنس کے اتار چڑھاؤ کے بارے میں بات کر رہے تھے۔

---------★---------

آفندی ولا کے لاؤنج میں شہریار آفندی اپنے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑے صوفے پر بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے رکھی میز پر مختلف اخبار موجود تھے۔ ہر اخبار کی ہیڈ لائن میں شہریار کا نام موجود تھا۔ الیکشن کا وقت قریب آ رہا تھا۔ اور ایسے نازک وقت پر وہ کوئی رِسک نہیں لے سکتا تھا۔ مگر اس نتاشہ نے شہریار کے سارے کیریئر کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا تھا۔ اس کی پارٹی کے لوگ اس کو بار بار فون کر رہے تھے۔ مگر اس نے کسی کی کال پِک نہیں کی تھی۔ سامنے ٹی-وی میں موجود نیوز اینکر بہت جوش سے کل کی کانفرنس کی روداد سنا رہی تھی۔

"تمہارے غصے کی وجہ سے آج تم اس مشکل میں پھنسے ہو۔" اسرار آفندی نے طنز کیا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"مجھے آپ کے طنز کے بجائے مشورے کی ضرورت ہے۔" اس نے دانت پیسے۔

"جس نے تمہیں اس مشکل میں ڈالا ہے۔ وہی نکال سکتی ہے۔"

"نتاشہ یوسف!" وہ غصے سے بولا۔

"جس طرح ایک بیان تمہارے کیریئر کو ڈبو سکتا ہے۔ بالکل ویسے ہی ایک بیان تمہارے کیریئر کو بچا سکتا ہے۔"

"آپ چاہتے ہیں میں نتاشہ کی منت کروں؟" وہ بگڑا تھا۔

"پاؤں پکڑنے پڑیں تو پاؤں بھی پکڑ لو۔ تمہیں اُس لڑکی کی ضرورت ہے۔"

"نتاشہ یوسف! تمہارے ساتھ تو میں وہ کروں گا جو ساری دنیا یاد کرے گی۔" وہ بڑبڑایا۔

-----------★-----------

آفس میں قدم رکھتے ہی گلابوں کی خوشبو نے اسکا استقبال کیا۔ ہر طرف سرخ اور گلابی گلابوں کے گلدستے رکھے ہوئے تھے۔ وہ قدم قدم چلتا پہلے گلدستے تک آیا اور اس پر لگا نوٹ پکڑ لیا۔

"Congratulations Murtaaz!"

وہ لکھائی دیکھ کر بتا سکتا تھا کہ یہ سب کس نے بھیجے ہیں۔ مرتاض نے نوٹ کو مروڑ کر ڈسٹ بن میں پھینک دیا۔

"ماریہ!" اس نے اپنی سیکرٹری کو آواز دی۔

"جی سر!" وہ فوری طور پر اندر آگئی۔

"پانچ منٹ کے اندر یہ سارے گلدستے میرے آفس سے غائب ہو جانے چاہیئے۔ آئندہ کے بعد اگر میرے آفس میں اس طرح کا کوئی بھی سامان نظر آیا تو تم اس آفس میں نظر نہیں آؤ گی۔" سنجیدگی سے کہتے ہوئے وہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ جبکہ ماریہ گلدستے اٹھانے لگی۔ تھوڑی دیر میں وہ سارے گلدستے باہر لے جا چکی تھی۔

"سر! ان پھولوں کا کیا کرنا ہے؟"

"کوڑے میں پھینک دو۔" وہ لیپ ٹاپ پر نظریں جمائے بولا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اتنے پیارے پھول کوڑے میں کون پھینکتا ہے؟" وہ بڑبڑائی۔

"آپ نے کچھ کہا مس ماریہ؟ "

"کچھ نہیں۔" جلدی سے کہتے ہوئے وہ باہر بھاگ گئی۔

----------★----------

ہلکے گلابی رنگ کے درودیوار پر موجود گھڑی دوپہر کے تین بجا رہی تھی۔ دیوار گیر کھڑکیوں پر لٹکے گلابی سرمئی پردے سورج کی روشنی کا راستہ روکے ہوئے تھے۔ سامنے والی دیوار پر سنہرے رنگ کا بڑا سا "رباب" لکھا ہوا تھا۔ کمرے کے عین وسط میں ہم رنگ بیڈ پر لیٹی لڑکی وقت سے بے پرواہ اپنے خوابوں میں گم تھی۔ اُس کے اردگرد چھوٹے چھوٹے کُشن، انسانی سائز کا ٹیڈی بیئر (بھالو) اور مزید سٹف ٹوائز بکھرے ہوئے تھے۔

چند لمحے گزرنے کے بعد وہ لڑکی انگڑائی لیتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ بستر سے نکل کر وہ شیشے کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

"رباب جلیل! تمہارے حسن کا کوئی مقابلہ نہیں۔" خود کو سراہنے کے بعد وہ سائیڈ ٹیبل پر پڑا موبائل فون اٹھا کر واٹس ایپ چیک کرنے لگی۔ کوئی دس کے قریب چیٹس میں بغیر پڑھے میسیجز موجود تھے۔ مگر اس کی نظر کسی خاص کے میسج کی منتظر تھی۔ مایوس ہو کر اس نے فون واپس رکھا اور فریش ہونے چل دی۔

کانوں میں ایئر پوڈز لگائے رباب پیچ رنگ کی سکیٹرز فراک پہنے اپنے لاؤنج کے صوفے پر مزے سے براجمان تھی۔ خانسامہ نے مینگو ملک شیک اس کے سامنے رکھا تو وہ گانے بند کر کے شیک پینے لگی۔

"میری پرنسس بیٹی اٹھ گئی!" اس کے سامنے بیٹھتے جلیل صاحب بولے۔

”بابا جان! مجھے شاپنگ پر جانا ہے۔ “

”میری جان! ابھی پچھلے ہفتے ہی تم نے اپنا وارڈوب مکمل تبدیل کیا ہے۔ اتنی جلدی شاپنگ کی کیا ضرورت پڑ گئی؟“ شوہر کے برابر بیٹھتیں صائمہ بیگم پیار سے بولیں۔

"مجھے ایسٹرن ڈریسز لینے ہیں۔ شلوار قمیص ٹائپ۔“ اس کی بات پر دونوں ماں باپ نے حیرت سے اسکی جانب دیکھا۔

”میری بیٹی کب سے شلوار قمیص پہننے لگی؟ تمہیں تو ویسٹرن کپڑے پسند ہیں۔ تمہاری وارڈوب میں بھی صرف ویسٹرن کپڑے ہیں۔ “

”مرتاض کو ایسٹرن کپڑے پسند ہیں۔“ وہ مزے سے بولی تو جلیل صاحب کے چہرے پر سنجیدگی چھا گئی۔

”تمہیں مرتاض کی خاطر خود کو بدلنے کی ضرورت نہیں ہے رباب۔ “

”مرتاض میری ضد ہے۔ اس کو حاصل کرنے کے لیے مجھے جو کرنا پڑا میں کروں گی۔“ اٹل لہجے میں کہتے ہوئے وہ اپنے موبائل کی جانب متوجہ ہو گئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

---------★---------

یوسف صاحب اپنے آفس میں بیٹھے لیپ ٹاپ پر کام کرنے میں مصروف تھے جب کوئی بغیر اجازت لیے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ ان کے چہرے پر یکدم مسکراہٹ چھا گئی۔ وہ جانتے تھے کہ اس طرح صرف نتاشہ ہی ان کے آفس میں داخل ہو سکتی ہے۔

”میں آفس جوائن کر رہی ہوں۔“یوسف صاحب کے سامنے بیٹھتے ہوئے وہ فیصلہ کن لہجے میں بولی۔

”تمہاری عمر کی لڑکیاں اپنی زندگی بھرپور طریقے سے گزار رہی ہیں۔ تم بھی گھومو پھرو اور مزے کرو۔ کام کرنے کے لیے بہت عمر پڑی ہے۔ ویسے بھی جب تک تمہارا باپ کام کر رہا ہے تمہیں خود کو تھکانے کی ضرورت نہیں ہے۔“ وہ نرمی سے بولے۔

”مجھے بابا کی پرنسس والی زندگی نہیں گزارنی۔ سارا دن نازک پریوں کی طرح خود کو سنوارنے میں لگے رہو یا شیشے میں دیکھ کر اپنی خوبصورتی کی تعریف کرتے رہو۔ مجھے خود مختار لڑکی والی زندگی گزارنی ہے۔ جس کو اپنی ضروریات اور خواہشات پوری کرنے کے لیے کسی مرد پر انحصار نہ کرنا پڑے۔“

”کیا میں نے تمہارے حق میں کچھ کمی کر دی ہے جو تم ایسی باتیں کر رہی ہو؟ “

”آپ نے کوئی کمی نہیں کی۔ بلکہ ہمیشہ میرے لیے بہترین کیا ہے۔ لیکن کیا گارنٹی ہے کہ میری زندگی میں آنے والا کوئی بھی مرد آپ کے جیسا ہو گا؟“

BEING THE STRING OF YOUR KITE

”تم اتنا کچھ مت سوچا کرو۔“ وہ بے اختیار بول گئے۔

” بابا! کسی بھی لڑکی کی زندگی میں آنے والا شخص کبھی بھی اُس کے باپ جیسا نہیں ہوتا۔ یا وہ باپ سے بہتر ہوتا ہے یا بدتر۔ باپ جیسا نہیں ہو سکتا۔ اس لیے میں آپ کے علاوہ کسی اور مرد پر انحصار کرنا نہیں چاہتی۔ میں خود پر انحصار کرنا چاہتی ہوں۔ “

”نتاشہ یوسف! آپ کل سے آفس جوائن کر سکتی ہیں۔“ وہ مسکراتے ہوئے بولے جبکہ وہ خوشی سے اُن کے گلے میں بانہیں ڈال گئیں۔

---------★---------

مرتاض صبح جاگنگ کے لیے گھر سے نکلا تو درخت کی اوٹ میں چھپی آنکھوں نے اُس کے جاتے وجود کو غور سے دیکھا۔ جب وہ کافی فاصلہ طے کر چکا تھا تو وہ شخص باہر نکل آیا۔ ہلکے نیلے رنگ کا پوری آستینوں والا سویٹر اور گہری نیلی پینٹ میں ملبوس وہ شخص مرتاض کے گھر کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔ ٹوپی اور مفلر کی وجہ سے اُس کا چہرہ واضح نہیں تھا۔

آہستہ آہستہ وہ گھر سے دور ہونے لگا اور اُس راستے پر بھاگنے لگا جہاں تھوڑی دیر پہلے مرتاض گیا تھا۔ چند منٹ بھاگنے کے بعد اُسے اپنے ٹارگٹ شخص کی پشت نظر آگئی۔ اپنی رفتار کم کرتے ہوئے وہ نارمل انداز میں چلنے لگا۔

اچانک اُس کی پینٹ کی جیب میں ارتعاش ہوا۔ ہاتھ بڑھا کر جیب سے موبائل فون نکالا اور کال اٹینڈ کرتے ہوئے کان سے لگا لیا۔

"مجھے وہ نظر آگیا ہے۔" بھاگنے کی وجہ سے سانس پھولی ہوئی تھی۔

"مجھے معلوم ہے۔ میں اُس سے قدرے فاصلے پر چل رہا ہے۔ تم فکر نہ کرو۔"

"اتنی جلدی میں اُس کے سامنے نہیں جاؤں گا۔" آواز ممکن حد تک آہستہ تھی۔

"مجھے معلوم ہے میں کیا کر رہا ہوں۔ تم مجھے زیادہ مت بتاؤ۔" بیزاری سے کہتے ہوئے کال کاٹ دی۔ فون سائیلنٹ پر لگاتے ہوئے واپس جیب میں ڈال دیا۔ مرتاض اب پارک میں داخل ہو رہا تھا۔

"تمہاری روٹین آج بھی نہیں بدلی۔" وہ سر جھٹک کر مڑ گیا۔

---------★---------

ایک بھرپور دن کی امید دل میں لیے نتاشہ آفس جانے کی تیاری کر رہی تھی جب سیاہ بوٹوں میں مقید پاؤں اس کے گھر میں داخل ہوئے۔ آواز پر وہ دروازے کی جانب متوجہ ہوئی۔

"مجھے لگا اتنی سبکی کے بعد تم کہیں منہ چھپائے پھر رہے ہو گے۔ مگر تم تو بغیرتوں کی طرح میرے گھر آ گئے۔" نتاشہ کے طنزیہ لہجے پر شہریار نے جبڑے بھینچ لیے۔

"میں تمہیں تمہاری اوقات یاد دلانے آیا ہوں!" وہ چنگھاڑا۔

"پہلے اپنی اوقات میں رہنا سیکھ لو۔ پھر دوسروں کو ان کی اوقات دکھانا۔" اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ایک ایک لفظ چبا کر ادا کیا گیا۔

"تم اپنا بیان واپس لو گی!" وہ چنگھاڑا۔

"کونسا بیان؟ مجھے تو کچھ یاد نہیں آ رہا۔" اس نے ذہن پر زور ڈالنے کی ایکٹنگ کی۔

"وہی بیان جو تم کانفرنس میں دے کر آئی تھیں۔"

"بیان؟ میں نے تو صرف حقیقت بیان کی تھی۔" وہ تمسخرانہ ہنسی۔

"حقیقت تو یہ ہے کہ میں ابھی اور اسی وقت تمہیں تمہارے گھر سے غائب کر سکتا ہوں۔ پھر تمہارے ساتھ جو ہو گا اس کی خبر کسی کو نہیں ہو گی۔ تمہارا بوڑھا باپ اس عمر میں تمہیں کہاں کہاں ڈھونڈے گا۔ اپنے باپ پر رحم کرو۔" اب کی بار وہ بولا تو اس کا لہجہ کافی سنبھلا ہوا تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اوہ! میں تو خوفزدہ ہو گئی ہوں۔ دیکھو میرے دل کی دھڑکن تیز ہو رہی ہے اور میں کانپ بھی رہی ہوں۔" معصومیت سے کہتے ہوئے وہ زور زور سے ہنسنے لگی۔ شہریار اس کی حرکت پر مٹھیاں بھینچنے لگا۔ اسکا بس چلتا تو اس لڑکی کو یہیں ختم کر دیتا۔ مگر اسے نتاشہ کی ضرورت تھی۔ صرف وہی تھی جو شہریار آفندی کی پوزیشن کلیئر کر سکتی تھی۔

"اگر مجھے کچھ بھی ہوا تو سب کا شک سب سے پہلے تم پر ہی جائے گا۔ کیونکہ میری کسی سے دشمنی نہیں ہے۔ لوگ یہی کہیں گے کہ شہریار آفندی نے اپنی عزت بچانے کے لیے لڑکی غائب کروادی۔ اس طرح تمہاری پوزیشن مزید خراب ہو جائے گی۔ جتنے تم شاطر ہو اُس حساب سے الیکشن کے قریب تم اتنا بڑا خطرہ مول نہیں لو گے۔" تحمل اور سنجیدگی سے کہتے ہوئے اس نے صوفے پر رکھا اپنا بیگ اٹھایا۔

"میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔" وہ غرایا تھا۔

"پہلے پکڑ تو لو۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔

"حفیظ!" وہ اپنے گارڈ کو آواز دینے لگی جو دوسری آواز پر ہی اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ "اگر یہ صاحب پانچ منٹ تک نہ جائیں تو ان کو دھکے مار کر اس گھر سے رخصت کرنا۔" حکمیہ لہجے میں کہتے ہوئے وہ اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گئی۔

---------★----------

"لنچ پر آپ کی مسٹر حمدانی کے ساتھ میٹنگ ہے۔ شام پانچ بجے لاکھانی گروپ کے سی-ای-او سے ملنا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔" اس کی سیکرٹری فراوانی سے سارے دن کا شیڈول بتا رہی تھی جب کوئی شخص دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

نووارد کو دیکھتے ہی ماریہ کا خون خشک ہونے لگا۔ اس نے کن اکھیوں سے اپنے باس کو دیکھا جو آنکھوں میں ناگواری سجائے سامنے والے کو دیکھ رہا تھا۔ گہرے گلابی لولائٹس سے مزین کندھوں تک آتے گھنے کیریمل رنگ بال، ہلکے براؤن رنگ کے لینز، ہلکا میک اپ کیا چہرہ، سرخ شارٹ شرٹ اور ٹخنوں سے قدرے اونچا ہم رنگ ٹراؤزر پہنے رباب جلیل مسکراتے ہوئے مرتاض کی جانب دیکھ رہی تھی۔ وہ قابلِ دید تھی مگر مرتاض کو ہمیشہ اس سے چڑ ہوتی تھی۔

”آپ کو اخلاقیات سیکھنے کی اشد ضرورت ہے۔ بغیر دستک دیے داخل ہونا انتہائی معیوب بات ہے۔“ وہ انتہائی سنجیدگی سے بولا۔

”تم سے ملنے کے لیے رباب کو دستک دینے یا اجازت لینے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔“ اس کی باتوں کا اثر لیے بغیر وہ ابھی تک مسکرا رہی تھی۔

”آپ باہر جا سکتی ہیں۔“ کہتے ساتھ ہی وہ اپنے لیپ ٹاپ کی جانب متوجہ ہو گیا۔

"میں تو تمہارے ساتھ وقت گزارنے آئی ہو۔“ وہ اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

”کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بلا لیجیئے گا۔“ ماریہ خود کو بچاتے ہوئے دروازے کی جانب بڑھی۔

"مس ماریہ! ان محترمہ کو اپنے ساتھ لے کر جائیں۔ اور اگر یہ میرے آفس سے باہر نہ گئیں تو آپ کو اِس آفس سے ہمیشہ کے لیے جانا پڑے گا۔“

"میں تمہارے ساتھ وقت گزارے بغیر کہیں نہیں جاؤں گی۔“ رباب کا لہجہ اٹل تھا۔

”میم! کیوں میری نوکری ختم کروانا چاہتی ہیں۔ پلیز آپ میرے ساتھ باہر چلیں۔ میں اس وقت بے روزگار ہونا افورڈ نہیں کر سکتی۔“ ماریہ نرمی سے بولی۔

”تم فکر مت کرو۔ میں تمہیں اپنے بابا کی فرم میں اچھی جاب دلوادوں گی۔ “

”مس ماریہ آپ دوپہر کی میٹنگ کی تیاری کریں۔“ مرتاض نے اسکی مشکل آسان کردی۔ وہ تقریباً بھاگتے ہوئے باہر نکلی۔

"انسان کے پاس کچھ ہو یا نہ ہو۔ غیرت ضرور ہونی چاہیئے۔ غیرت کے بغیر انسان ایسا ہی ہوتا ہے جیسے بغیر روشنی کے سورج۔ بے فائدہ اور بے مقصد۔ لیکن آپ شاید غیرت اور شرم جیسے لفظوں سے ناآشنا ہیں۔“ ٹھنڈے لہجے میں ادا کیے گئے مرتاض کے الفاظ کے باعث رباب کا چہرہ ہتکِ عزت سے سرخ ہوگیا۔ پہلی بار مرتاض نے اتنے سخت لفظ کہے تھے جو رباب کو کسی تھپڑ کی مانند محسوس ہوئے۔ آنکھوں کے کٹورے پانیوں سے بھرنے لگے تو وہ اٹھ کر باہر نکل گئی۔

” جانے کیوں وہ ہر بار باس کے ہاتھوں خود کو بے وقت کرنے آجاتی ہے۔“ماریہ نے افسوس سے سر جھٹکا اور فائل کی جانب متوجہ ہوگئی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

--------★--------

بالوں کا ڈھیلا جوڑا بنائے اور بھورے بلیزر سوٹ میں ملبوس نتاشہ آفس میں داخل ہوئی۔ گہری بھوری ہیلز میں مقید پاؤں ماربل کے فرش پر ارتعاش پیدا کر رہے تھے۔ لفٹ کی جانب بڑھتے ہوئے وہ ایک دم پلٹی۔

”آپ کو یہاں کام کرنے کے پیسے دیے جاتے ہیں۔ آرام کے نہیں۔“ اس کی آواز پر ہاتھوں پر نیل پالش لگاتی ریسیپشنسٹ نے شرمندگی سے منہ اٹھایا۔ وہ دونوں ہاتھ ریسیپشن پر ٹکائے اس کی جانب متوجہ تھی۔

”سوری میم!“ وہ منمنائی۔

”یہ میری طرف سے آپ کی پہلی اور آخری وارننگ ہے۔ اگلی بار آپ کام کے علاوہ کسی اور مشغلے میں مصروف نظر آئیں تو میں آپ کی جگہ کسی اور قابل شخص کو یہ جاب دے دوں گی۔“ نتاشہ کے ٹھہرے ہوئے لہجے پر وہ صرف سر ہلا کر رہ گئی۔

”گُڈ مارننگ میم! میرا نام فہد قریشی ہے۔ آج سے میں آپ کا پرسنل اسسٹنٹ ہوں۔“ اس کے پلٹتے ہی نیلے پینٹ کوٹ میں ملبوس چوبیس پچیس سالہ نوجوان اپنا تعارف کروانے لگا۔

”گُڈ مارننگ! میرا نام نتاشہ یوسف ہے۔“ وہ مسکرائی۔

چند مزید جملوں کے تبادلوں کے بعد وہ فہد کے ہمراہ آگے بڑھ گئی۔

”ندا بیٹا! آج سے تمہارے عیش ختم۔ سر یوسف کی بیٹی تمہارا سکون ختم کرنے آگئی ہے۔“ دونوں کے جانے کے بعد ریسیپشنسٹ نے خود کلامی کی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

---------★---------

”اس لڑکی کے بیان کے بعد تمہاری مقبولیت میں خاطر خواہ کمی آئی ہے۔ کافی فیمینسٹ گروپس نے سوشل میڈیا پر تمہارے خلاف کیمپین کا آغاز کر دیا ہے۔ اس بات کے پیشِ نظر اگلے الیکشن میں مجھے کامیابی کے زیادہ آثار نظر نہیں آرہے۔“ جاوید صاحب نے سنجیدہ تبصرہ کیا۔

”صاف صاف کہیں کہ اگلے الیکشن میں آپ اپنے بیٹے کو کھڑا کرنا چاہتے ہیں۔“ وہ غصے میں تھا۔

”جس طرح ہر طرف تمہاری دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں۔ تمہارے علاوہ باقی سب کے جیتنے کا چانس زیادہ ہے۔“ ان کی سنجیدگی برقرار تھی۔

”جاوید صاحب! یہ مت بھولیے گا کہ آپ کی پارٹی کی مقبولیت صرف شہریار آفندی کی وجہ سے ہے۔ اگر شہریار نکل گیا تو اس پارٹی میں کچھ نہیں بچے گا۔“

”تم بھی یاد رکھو کہ صرف میری پارٹی نے تمہیں ٹکٹ دیا۔ ورنہ جتنے لوگوں سے تمہاری دشمنی ہے کوئی بھی تمہیں سیاست کے میدان میں رکنے نہیں دینا چاہتا۔ صرف میری وجہ سے تم سیاست میں ہو!“ جاوید صاحب کے لہجے کی تپش بڑھی۔

”مجھے سمجھ نہیں آ رہا میں کیا کروں۔ میرا بس چلے تو اس نتاشہ کو صفحہ ہستی سے مٹا دوں۔“ وہ بے بسی سے چلایا۔

”تم بھول رہے ہو۔ وہ یوسف گروپ آف انڈسٹری کی اکلوتی وارث اور اپنے باپ کی کی لاڈلی بیٹی ہے۔ اگر نتاشہ کو کچھ ہوا تو یوسف جہانگیر تمہیں اور تمہاری نسلوں تک کو مٹا دے گا۔“ جاوید صاحب کی بات پر شہریار نے گہری سانس لی۔

”جو مرضی کرو مگر نتاشہ سے اپنے حق میں بیان دلواؤ۔ ورنہ اگلے الیکشن میں تمہارے ٹکٹ کی ذمہ داری میں نہیں لے سکتا۔“

---------★---------

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"دادی جان خیریت تو ہے؟ آپ نے فضل سے فون کروا کے مجھے آفس سے کیوں بلایا ہے۔" پریشانی کے تاثرات لیے مرتاض گویا ہوا۔

"میرے پوتے کو تو اپنی بوڑھی دادی کی یاد نہیں آتی۔ اس لیے میں نے یاد کر لیا۔" وہ خفگی سے بولیں۔

"میرے پاس آپ کے علاوہ ہے ہی کیا؟ آج کل آفس میں کام بہت زیادہ ہے اس لیے مصروف ہوں۔" وہ تھکان سے بولا۔

"آفس میں کام زیادہ ہے یا کوئی آفس والی پسند آگئی ہے۔ وہ کیا نام ہے تمہاری سیکرٹری کا؟" دادی کا لہجہ شریر تھا۔

"مس ماریہ کی منگنی ہو چکی ہے۔" وہ مسکرایا۔

"شادی تو نہیں ہوئی نہ۔ منگنیاں تو ہوتی ہی ٹوٹنے کے لیے ہیں۔" وہ ہنسنے لگی اور مرتاض کا منہ مارے حیرت سے کھلا رہ گیا۔

"مجھے لگتا ہے تمہاری شادی کروانی پڑے گی۔ تاکہ تمہارا دل گھر میں بھی لگے اور تم وقت سے گھر آؤ۔"

"مجھے شادی میں قطعاً کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میرے پاس کسی شخص پر لٹانے کے لیے محبت یا مروت جیسا کوئی جذبہ نہیں ہے۔" وہ سنجیدہ تھا۔

"مرتاض! کیوں تم نے خود کو صرف کام میں غرق کر لیا ہے۔ زندگی کی ساری خوشیاں تمہارے انتظار میں کھڑی ہیں مگر تمہیں فرصت نہیں ہے۔"

"مجھ جیسا شخص کسی کے ہمراہ زندگی نہیں گزار سکتا۔ زندگی کے تیس سال تنہائی میں گزرے ہیں۔ اب کسی شخص کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔" وہ نرمی سے کہتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"فریش ہو کر آتا ہوں۔ دوپہر کا کھانا ساتھ کھائیں گے۔" دادی کا گال چوم کر کہتا وہ سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

---------★---------

"رباب بی بی دوپہر سے اپنے کمرے میں بند ہیں۔ صبح سے لے کر اب تک انہوں نے کچھ کھایا بھی نہیں ہے۔" رباب کی خاص ملازمہ نے صائمہ کو بتایا۔ وہ پریشانی کے عالم میں اس کے کمرے کی جانب بھاگیں۔

"رباب! میری جان! دروازہ کھولو۔"

"مجھے کسی سے بات نہیں کرنی۔ آپ چلی جائیں۔" اس کی بھیگی آواز آئی۔

"میرا بچہ دروازہ کھولو۔" وہ اسے پچکارنے لگیں۔ مگر اب کی بار کوئی جواب نہ آیا۔ مسلسل کافی دیر تک صائمہ بیگم کے سمجھانے کے بعد رباب نے دروازہ کھول دیا۔

آنسوؤں سے تر چہرہ، سوجے ہوئے پپوٹے اور بکھرے بال لیے رباب کو دیکھ کر ماں کا دل بھر آیا۔ اس کے پیچھے شہزادیوں والے گلابی کمرے کا حشر نشر ہو چکا تھا۔ بیڈ سے چادر کھینچ کر اتاری گئی تھی۔ پرفیومز کی شیشیاں بے دردی سے توڑی گئی تھیں۔ کشنز فرش پر بکھرے تھے۔ وہ اس کو سہلاتے ہوئے اپنے کمرے میں لے آئیں۔

"مرتاض کہتا ہے مجھ میں غیرت نہیں ہے۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

"کسی کے کہنے سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔"

"مگر مرتاض کے کہنے سے پڑتا ہے۔ اس کی ہر بات میرے لیے اہم ہے۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کیوں تم اس لڑکے کے پیچھے خود کو خوار کر رہی ہو۔ وہ اتنا خاص نہیں ہے۔ اس سے زیادہ امیر اور ہینڈسم لڑکے تمہارے آگے پیچھے گھومتے ہیں۔" وہ اسے سمجھانے کی ناکام کوشش کرنے لگیں۔

"مجھے کسی کے ہونے سے فرق نہیں پڑتا۔"

"جو چیز مل نہ سکے اس کو چھوڑ دینا چاہیے۔ ورنہ انسان خوار ہو جاتا ہے۔"

"مرتاض صرف میرا ہے۔ وہ مجھے ملے گا۔ اس کو اپنا نصیب بنانے کے لیے میں قسمت سے لڑنے کو بھی تیار ہوں۔"

---------★---------

Safar-e-Adab

دھند اور ٹھنڈ سے بھرپور صبح میں نتاشہ جاگنگ کے لیے نکلی۔ پارک میں داخل ہوتے ہی سفید گلابوں کی بیل نے اس کا استقبال کیا۔ سفید رنگ اسے بہت پسند تھا اور پارک میں جگہ جگہ سفید پھولوں کی کیاریاں لگی تھیں۔ اسے پہلی نظر میں ہی یہ جگہ پسند آگئی تھی۔ اس نے ٹریک پر بھاگنا شروع کیا۔ ٹریک کے دائیں بائیں سبز گھاس میں وقفے وقفے سے لیونڈر اور ٹیولپ کے پھول اُگے ہوئے تھے۔ باہر کی تازگی نے اس کو پر سکون کر دیا۔ دھند میں چند ایک لوگ ہی جاگنگ کر رہے تھے۔ اچانک سیاہ ٹریک سوٹ میں ملبوس ایک شخص اس کے پیچھے سے بھاگتا ہوا آیا اور اس سے آگے نکل گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ نتاشہ کی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ وہ اُس آدمی کے بھاگنے کی رفتار سے متاثر ہوئی تھی۔ اس نے خود بھی اپنی رفتار تیز کرنے کی کوشش کی اور تیزی سے بھاگنے لگی۔ ہر گزرتے لمحے کے ساتھ اس کی رفتار

بڑھ رہی تھی۔ لیکن ٹریک پر مڑتے ہوئے وہ اچانک گر گئی۔ وہ اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی جب وہ شخص دوبارہ اسی راستے سے گزرا۔

"آپ ٹھیک ہیں؟" وہ ایک گھٹنا موڑ کے اس کے برابر آبیٹھا۔ ماسک کی وجہ سے آدمی کا چہرہ چھپ گیا تھا۔ لیکن اس کی خوبصورت آنکھیں نظر آ رہی تھیں۔

"میرے ہاتھ پر خراشیں آئی ہیں۔" اس نے ہتھیلیاں آدمی کے سامنے کی۔ وہ اب غور سے اس کی ہتھیلیوں کا معائنہ کر رہا تھا۔

"یہ معمولی سی خراشیں ہیں۔ جلد ٹھیک ہو جائیں گی۔" وہ اب نتاشہ کو بازو سے تھام کر بینچ پر بٹھانے لگا۔ ٹراؤزر کی جیب سے بینڈ تیج نکال کر اب وہ اس کی ہتھیلیوں پر لگا رہا تھا۔

"ویسے انسان کو تیز بھاگتے ہوئے ارد گرد بھی دیکھ لینا چاہیئے۔ ورنہ زمین بوس ہونے میں چند سیکنڈز ہی لگتے ہیں۔" نتاشہ کو لگا وہ آدمی اس پر ہنس رہا تھا۔ اس سے پہلے وہ کچھ کہتی وہ شخص دوبار ٹریک پر بھاگنا شروع کر چکا تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

----------★----------

"تم ناشتے کا تکلف ہی کیوں کرتے ہو؟" دادی کی آواز پر اس نے اخبار سے سر اٹھایا۔

"کیوں؟" وہ جزبز ہوا۔

”میز پر بیٹھ کر سارا وقت تو تم اس موئے اخبار میں گھسے رہتے ہو اور ناشتے کے نام پر یہ کالا کڑوا پانی حلق میں انڈیل لیتے ہو۔ “

”بلیک کافی پیتا ہوں۔“ اس نے مسکراہٹ دباتے ہوئے تصحیح کی۔

”مجھے سبق پڑھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ خانسامہ روزانہ اتنا اچھا ناشتہ بنا کر میز سجاتا ہے اور تم اس کالی کافی کو پی کر پیٹ بھر لیتے ہو۔“ دادی اپنے ماتھے پر تیوریاں سجائے بولیں۔

”میں روز ناشتہ کرتا ہوں۔ لیکن جس دن جلدی میں صرف کافی پی لوں تو آپ میری عقل ٹھکانے لگا دیتی ہیں۔“ وہ ہلکی سی مسکراہٹ سجائے اپنی پلیٹ میں فروٹس اتارنے لگا۔

”مجھ بوڑھی میں اتنا دم تھوڑی ہے کہ تم جیسے کی ٹھیک کر سکوں۔ تمہاری عقل تو صرف تمہاری بیوی ٹھکانے لگا سکتی ہے۔ “

”آپ اس شادی کے ٹاپک سے بیزار نہیں ہوتیں؟“

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

”تیری طرح بے ذوق تھوڑی ہوں۔ ویسے بھی ہمارے زمانے میں تیری عمر کے آدمی کے چار پانچ بچے تو ہوتے تھے۔ لیکن یہاں تو کنوارا گھوم رہا ہے۔“

”آپ کے زمانے میں بچوں کی شادیاں ہوتی تھیں اس لیے!“ وہ بھی انہی کا پوتا تھا۔ باز تھوڑی آنے والا تھا۔

”اتنا بڑا ہو کے دادی سے زبان چلاتا ہے“!

”میری کہاں مجال جو اپنی اتنی پیاری اور جوان دادی کے آگے زبان چلاؤں۔ “

”چل مکھن نہ لگا۔“ وہ ہنس دیں۔

----------★---------

دو لڑکا لڑکی ایک دوسرے کے ہمراہ فٹ پاتھ پر چل رہے تھے۔ سردی کے باعث دونوں نے اپنے ہاتھ کوٹ کی جیبوں میں ڈال رکھے تھے۔ سردی کے باعث لڑکی کا چہرہ سرخ پڑ رہا تھا۔ لڑکے نے اپنی انگلی سے لڑکی کی سرخ ہوتی ناک ہلکے سے ٹچ کی۔ ”پِنگ پانگ“ کہتے ساتھ ہی وہ دونوں کھکھلا کے ہنس پڑے۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک کیفے میں داخل ہوئے۔ ہمیشہ کی طرح وہ دونوں شیشے والی میز پر بیٹھے تھے۔ لڑکی کی نظریں باہر چلتے پھرتے لوگوں پر مرکوز تھیں۔ مگر لڑکے کی نظریں صرف لڑکی کے چہرے پر جمی تھیں۔

”تم بہت خوبصورت ہو۔“ اس بے اختیار تعریف پر وہ جھینپ گئی۔ سردی سے سرخ پڑتے گال مزید سرخ ہو گئے۔ اس کو شرماتا دیکھ کر وہ مسکرا دیا۔

”تمہارے دستانوں سے زیادہ سرخ تو تمہارے گال لگ رہے ہیں۔“ وہ چھیڑنے والے انداز میں بولا۔ اسی دوران ویٹر ہاٹ چاکلیٹ کے بھاپ اڑاتے مگ ان کے سامنے رکھنے لگا۔

”تم لندن آنے کے بعد زیادہ بے شرم نہیں ہو گئے۔“ وہ لڑکی اعتماد سے بولی۔ چند منٹ پہلے والی شرم کہیں گم گئی تھی۔ اسی اعتماد کی وجہ سے ہی تو لڑکا اس لڑکی سے متاثر ہوا تھا۔

”آپ جیسی خوبصورتی سامنے ہو تو زبان پھسل ہی جاتی ہے۔“

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

”آپ کی باتیں سن کر میرا ہاتھ بھی پھسلنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ کہو تو ڈیمو دکھاؤں؟“ وہ ہنس دی۔

”تمہارے خوبصورت ہاتھوں کا نشان میں اپنے گال پر چھاپنا نہیں چاہتا۔“ وہ بھی ہنس دیا۔

یکدم یادوں کے بادل چھٹے اور کرسی پر بیٹھے وجود نے آنکھیں کھول دیں۔ماضی بھی کتنا عجیب ہوتا ہے۔ہنستے کو رلا سکتا ہے اور روتے کو ہنسا سکتا ہے۔ مگر جو بھی ہو ماضی کی یادیں دل میں بند ان صندوقوں کو بھی کھول دیتی ہیں جو انسان اپنے اندر دفنا کر رکھنا چاہتا ہے۔

--------★---------

شہر کے مہنگے ترین شاپنگ مال کی مشہور بوتیک میں کھڑی رباب پچھلے ایک گھنٹے سے سیلز گرل کو تھکا رہی تھی۔وہ مسلسل ایک کے بعد ایک جوڑا رباب کو دِکھاتی مگر وہ سیکنڈوں میں اُسے ریجیکٹ کر دیتی۔

”مجھے کچھ ایسا چاہیئے جو سامنے والے کو مجبور کر دے کہ وہ مجھ سے نظریں نہ ہٹا سکے۔“ اورنج جوس کا گلاس لبوں سے لگاتے ہوئے وہ سوچنے والے انداز میں بولی۔

”میں آپ کو ہماری بوتیک کی نئی شیفون کلیکشن دکھاتی ہوں۔“ ایک مصنوعی مسکراہٹ چہرے پر سجائے وہ سیلز گرل سنہرے سٹینڈ کی جانب بڑھ گئی۔

'ان امیروں کی بھی عجیب منطق ہے۔ کپڑے خریدنے میں اتنا وقت ضائع کر رہی ہے۔' کپڑوں سے سجا پہیوں والا سٹینڈ رباب کی طرف لاتے ہوئے وہ سوچ رہی تھی۔

"یہ کلیکشن اچھی ہے۔"شیفون فراک دیکھتی رباب پسندیدگی سے بولی۔ وہ اب اِس نئی کلیکشن سے ڈھیر سارے ڈریس خریدنے والی تھی۔

"بابا میں شاپنگ کرنے آئی ہوں۔" وہ کال اٹینڈ کرتے ہوئے بولی۔

"شاپنگ کے بعد میں اپنی دوست کے ساتھ لنچ کروں گی۔ "

"اوکے۔ بائے۔"کال کٹ کر کے وہ بل پے کرنے لگی۔ ڈرائیور نے سارے بیگز اٹھا لیے اور اب وہ مال سے باہر جا رہے تھے۔

"شکر ہے میڈم کو کچھ پسند آ گیا۔" رباب کے باہر نکلتے ہی پہلی سیلز گرل نے اپنی دوسری دوست کو کہا۔

"یقیناً کسی لڑکے کا چکر ہے۔ اسی لیے تو یہ اتنا سوچ کر شاپنگ کر رہی تھی۔" دوسرے لڑکی ہنستے ہوئے بولی۔

"تم لکھ لو۔ یہ لڑکا امپریس نہیں کر پائے گی۔"پہلی والی یقین سے بولی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے؟"

"کیونکہ آپ کے کپڑے کسی کو متاثر نہیں کر سکتے۔ صرف آپ کی شخصیت متاثر کر سکتی ہے۔ اور جو لوگ دوسروں کو متاثر کرنے کی دانستہ کوشش کرتے ہیں وہ ناکام ہو جاتے ہیں۔ خاص کر ایسی ڈیسپیریٹ لڑکیاں۔"

"چھوڑو ہمیں کیا۔" دوسری لڑکی بیزاری سے کہتے ہوئے اندر آنے والی نئی خاتون کی جانب بڑھ گئی۔

"خیریت ہے؟ ہماری رباب اتنی خوش کیوں ہے؟"سدرہ نے لنچ کرتی رباب کو چھیڑا۔

"خوش ہونا بری بات ہے؟" پاستا کی بائٹ لیتی رباب بولی۔

”بری بات نہیں ہے۔ لیکن رباب جلیل بہت کم ہی خوش نظر آتی ہیں۔ “

”تم یہ بتاؤ شادی کب کر رہی ہو؟“ اُس نے بات پلٹی۔

” ابھی دو مہینے پہلے تو منگنی ہوئی ہے۔ میں یہ وقت انجوائے کرنا چاہتی ہوں۔ شادی بھی کر لوں گی۔ دو تین سالوں تک۔“ اپنی انگلی میں موجود ہیرے کے انگوٹھی گھماتی سدرہ بولی۔

” ویسے تمہاری اور اویس کی لَو سٹوری بھی کسی فیری ٹیل کی طرح ہے۔ جس لڑکے کو تم پسند کرتی تھیں وہی تمہیں پسند کرنے لگا۔ ہاؤ ڈریمی “!

”شش! میں نے اویس کو نہیں بتایا کہ میں بھی اسے پسند کرتی ہوں۔“ سدرہ خفیہ انداز میں بولی۔

”لیکن کیوں؟“

”کیونکہ یہ مردوں کی فطرت ہے۔ جب عورت اُن سے اظہارِ محبت کر دیتی ہے تو وہ اُس سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ جب تک عورت اُن سے دور رہتی ہے وہ اُس کے پیچھے بھاگتے رہتے ہیں۔“

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

”اس لیے اویس چوبیس گھنٹے صرف تمہارے پیچھے رہتا ہے۔“ رباب ہنس دی۔

”میں نے تو تمہیں بھی سمجھایا تھا۔ مرتاض کے پیچھے اتنا مت بھاگو۔ دیکھ لیا انجام۔ اب وہ تم سے مزید دور بھاگتا ہے۔“

”سدرہ! مرتاض اُن مردوں میں سے نہیں ہے جو کسی عورت کے پیچھے بھاگتے ہیں۔ وہ اُن مردوں میں سے ہے جس کے پیچھے دنیا بھاگتی ہے۔ یونیورسٹی کے ٹائم سے لڑکیاں اُس کے پیچھے دیوانی ہیں مگر وہ کسی کو لفٹ نہیں کرواتا۔ “

”تم بھی تو یونیورسٹی کے ٹائم سے اُس کی دیوانی ہو۔ حالانکہ وہ ہمارا سینیئر تھا۔ فائنل ایئر کا سٹوڈنٹ۔ جبکہ تم نے فرسٹ ائیر میں ایڈمیشن لیا تھا۔ “

”میں وہ دن کیسے بھول سکتی ہوں۔ جب میں نے پہلے دن یونیورسٹی میں مرتاض کو دیکھا تھا۔ اُس کا گروپ ہماری کلاس میں جونئیرز کی ریگنگ کے لیے آیا تھا۔ حالانکہ وہ صرف دیکھ رہا تھا۔ خود اُس نے کسی کی ریگنگ نہیں کی۔“ رباب سحر زدہ انداز میں بولی۔

”تم پہلے دن سے اُس کی دیوانی ہو اور وہ پہلے دن سے تم سے خار کھاتا ہے۔“ٹشو پیپر سے منہ صاف کرتی سدرہ سنجیدگی سے بولی۔

”ایک دن آئے گا جب وہ خود میرے پاس آئے گا۔“ رباب کی آنکھوں میں عزم تھا۔

----------★---------

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

”یہ جاوید اپنے آپ کو کیا سمجھتا ہے؟ میری جگہ اپنے اس نالائق بیٹے کو الیکشن میں کھڑا کرے گا۔ میرے بغیر اس کی پارٹی صفر ہے۔“وہ اپنے آفس کے کیبن میں کھڑا چیخ رہا تھا۔

”تم اپنی پوزیشن پھر سے مضبوط کرو۔ جاوید تمہیں ہی سیٹ دے گا۔“

”میں نے اپنی سوشل میڈیا ٹیم الرٹ کر دی ہے۔ جلد ہی شہریار آفندی عوام میں دوبارہ مقبول ہو جائے گا۔ مگر نذیر شاہد کی بیوی رامین اپنی فیمینسٹ آرگنایزیشن کے ساتھ مل کر میرے خلاف بہت مضبوط کیمپین چلا رہی ہے۔ اگر اسے بروقت نہ روکا تو ناقابلِ تلافی نقصان ہو سکتا ہے۔“

”میں نذیر سے بات کرتا ہوں۔ وہ اپنی بیوی کو روک لے گا۔“ سگار سلگاتے اسرار آفندی بولے۔

”آپ۔۔۔“ اس سے پہلے کے وہ ان کے سگار پر کوئی تبصرہ کرتا، تیسرا فرد آفس میں داخل ہوا۔ موتیوں سے مزین میرون لمبی قمیص، ٹخنوں سے قدرے اونچے ہم رنگ ٹراوزرز سے جھانکتی سفید پنڈلیاں، قمیص کے گھرے گلے پر گردن میں جھولتا میرون دوپٹہ، کندھے تک آتے گھرے شہد رنگ بال، سرخ لپسٹک سے لبریز ہونٹ اور سیاہ بلاک ہیلز۔ وہ صباحت آفندی تھیں۔

”اسرار ڈارلنگ!“ انتہائی میٹھے لہجے میں کہتے ہوئے وہ اسرار آفندی کے گلے لگ گئیں۔ اس منظر کو دیکھتے ہی شہریار کے چہرے پر ڈھیروں ناپسندیدگی در آئی۔ اسے یہ عورت ہمیشہ سے مصنوعی لگتی تھی۔

BEING THE STRING OF YOUR LIFE

”شہریار!“ وہ اب شہریار کی جانب بڑھ رہی تھیں۔

”میں اور بابا بہت ضروری بات کر رہے ہیں۔ آپ تھوڑی دیر بعد آیئے گا۔“ اس کے سخت لہجے پر وہ وہی رک گئیں۔ ہونٹوں سے مسکراہٹ غائب ہو گئی۔

”جو بات کرنی ہے میرے سامنے کرلو۔ آخر کار ہم فیملی ہیں۔“ پھر سے مسکراہٹ سجاتے ہوئے وہ اسرار کے برابر جا بیٹھیں۔

”آپ میری فیملی نہیں ہیں۔“ اس کے لہجے کی ناگواری واضح تھی۔

"شہریار! اپنی ماں سے تمیز سے بات کرو۔" اسرار برہم ہوئے۔

"یہ خاتون صرف آپ کی بیوی ہیں۔ میری ماں نہیں۔" شہریار نے دانت پیسے۔

"اسرار! آپ میری وجہ سے شہریار سے نہ جھگڑیں۔ یہ تو بچہ ہے۔ لیکن آپ تو سمجھدار ہیں۔ میں گھر چلی جاتی ہوں۔" وہ اسرار کا گال چوم کر باہر چل دیں۔

"صباحت بہت اچھی عورت ہے۔ تم اسے ماں کیوں تسلیم نہیں کر لیتے؟"

"جس عورت کی وجہ سے آپ نے میری ماں کو دھوکہ دیا میں اسے ماں تسلیم کر لوں؟ ہرگز نہیں! اگر مام اپنے آخری وقت میں مجھے آپ کے ساتھ رہنے کا نہ کہتیں تو خدا کی قسم اپنی ماں کے اس دنیا سے جانے کے بعد میں بھی آپ کو چھوڑ کے چلا جاتا۔"

ایک گہری خاموشی نے آفس کیبن کا محاصرہ کیا۔ وہ دونوں باپ بیٹا ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ شہریار رنجش کے ساتھ اور اسرار ملال کے ساتھ۔ یہ ایک ایسا موضوع تھا جس پر وہ دونوں ہمیشہ بحث و بحث ہو جاتے تھے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

---------★---------

وہ سڑکوں پر بے مقصد گاڑی دوڑا رہا تھا۔ ہر طرف پھیلی خاموشی اور تاحدِ نگاہ تک نظر آتا رات کا اندھیرا اُس کے اعصاب کو سکون بخشنے لگا۔ گاڑی کا شیشہ نیچے کیا تو دسمبر کی سرد ہوا نے اس کے چہرے کو چھوا۔ ٹھنڈک کا یہ احساس فرحت بخش تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر میوزک پلیئر آن کیا۔ ماحول کی خاموشی میں گلوکار کی آواز گونجی۔ وہ مسکراتے ہوئے زیرِلب غزل کے الفاظ دہرا رہا تھا جب اس کی نظر فٹ پاتھ پر بیٹھی لڑکی پر پڑی۔ اندھیرے میں اس کی شکل

واضح نہیں تھی۔ لڑکی کے برابر غبارے بیچنے والا ایک بچہ بیٹھا تھا۔ جس کے ہاتھ میں کافی ساری رنگ برنگے غبارے موجود تھے۔ مرتاض گاڑی روک کر انہیں دیکھنے لگا۔

ہوا کے تیز جھونکے نے بچے کو ٹھٹھرنے پر مجبور کر دیا۔ لڑکی نے اپنی جینز کی جیکٹ اتاری اور بچے کو پہنا دی۔

"تم نے گھر نہیں جانا؟" لڑکی پیار سے بولی۔

"باجی ابھی تو ہمارے غبارے نہیں بکے۔ ہم پیسوں کے بغیر گھر نہیں جا سکتا۔"

"یہ سب غبارے کتنے پیسوں کے ہیں؟" لڑکی کے سوال پر وہ بچہ جلدی سے غبارے گننے لگا۔

"تین سو روپے۔" لڑکی نے اپنی پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پانچ ہزار کا نوٹ نکال کر بچے کی جانب بڑھایا۔

"سب غبارے مجھے دے دو۔"

"باجی یہ پیسے بہت زیادہ ہیں۔" وہ ہچکچایا۔

"تم سمجھو بڑی بہن نے اپنے چھوٹے بھائی کو دیے ہیں۔ اب پکڑو بھی۔" نوٹ اسے تھماتے ہوئے وہ غبارے پکڑنے لگی۔ لڑکے کا چہرہ خوشی سے جھلملا اٹھا۔ فاصلہ ہونے کے باعث مرتاض ان کی گفتگو سننے سے قاصر تھا۔ البتہ اس نے پیسوں اور غباروں کا تبادلہ ہوتے دیکھا تھا۔

"تمہارا گھر کہاں ہے؟"

"وہ سامنے سے دائیں طرف۔" وہ ہاتھوں سے اشارہ کرنے لگا۔

"بہت رات ہو گئی ہے۔ چلو میں تمہیں گھر چھوڑ دوں۔" لڑکی اٹھ کھڑی ہوئی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

”ہم خود چلا جائے گا۔“

”چھوٹے لڑکے ضدمت کرو۔ میں اپنی گاڑی پر تمہیں گھر چھوڑ دیتی ہوں۔“

”ہمیں بازار سے سامان بھی لینا ہے۔ ہم چلا جائے گا۔“ وہ بچہ مسکراتے ہوئے اٹھ گیا۔

”اپنا ہاتھ آگے کرو۔“ لڑکی کی بات پر اس نے اپنی سرخ و سفید ہتھیلی سامنے کی۔ وہ جیب سے مارکر نکال کر اس کی ہتھیلی پر لکھنے لگی۔

" یہ میرا موبائل نمبر ہے۔ ضرورت پڑے تو مجھے کال کرنا۔“ غباروں کو مضبوطی سے تھامے وہ آگے بڑھ گئی۔ بچہ ہتھیلی میں نوٹ دبائے اس کی پشت دیکھنے لگا۔ اچانک کچھ یاد آنے پر وہ چلایا۔

”باجی تمہارا نام کیا ہے؟“

”نتاشہ یوسف۔“ وہ زور سے بولی۔ اب کی بار مرتاض کی سماعتوں نے اس آواز کو سنا تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

-------★----------

باقی آئندہ

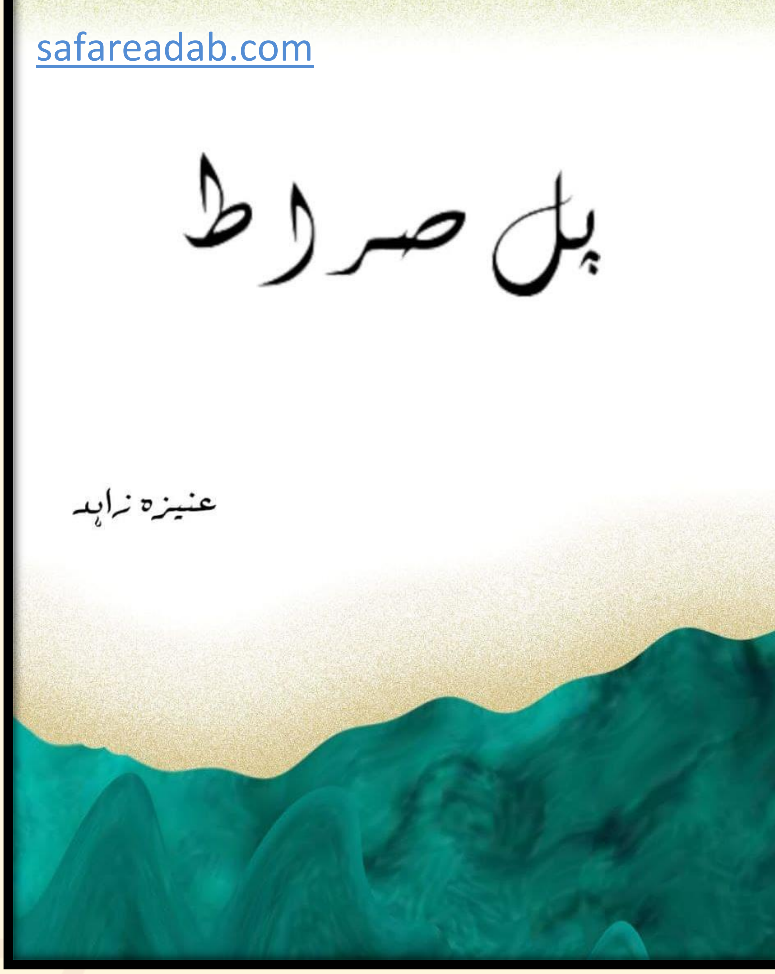

"تم مجھے ایک برا انسان سمجھتی ہو نا۔ مجھے پہچاننے میں تم سے ذرا سی غلطی ہو گئی۔ میں صرف برا نہیں، ایک بدترین انسان ہوں۔" وہ گلاس میں شراب انڈیلتے ہوئے ایک ٹرانس میں کہہ رہا تھا۔ شراب گلاس سے باہر گرنے لگی تھی پر اسے تو جیسے ہوش ہی نہیں تھا۔ پھر اس نے وہ گلاس اٹھایا اور اسکی طرف دیکھا۔

وہ خوف سے اپنی جگہ پر سمٹی۔ "کیا کہہ رہی تھی تم؟ اس وقت تمہارا کوئی موڈ نہیں ہے مجھ جیسے شرابی کے منہ لگنے کا؟" وہ خود سے سوال کرتا، خود سے جواب دیتا اس کے قریب بیٹھا۔ "اور یہ کہ میں نشئی ہوں؟ آج تمہیں بھی شراب کی لذت چکھاؤں گا۔" اس نے گلاس منال کے منہ کے قریب کیا۔

☆☆☆

'کبھی تو تو بھی محبت کرے گا۔'

فاران احمد نے محبت کی تھی!

'تو بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہے گا۔۔'

اس نے بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہا تھا۔

اور پھر۔۔ پھر وہ تجھے چھوڑ جائے گی۔'

اور پھر وہ اسے توڑ گئی۔

'پھر میں تیرے پاس آؤں گا۔ اور کہوں گا کہ دل پہ مت لے۔ وہ چلی گئی تو کیا ہوا، کوئی اور آجائے گی۔'

اسکے جانے کے بعد کوئی نہیں آیا۔ اس نے آنے ہی نہ دیا۔

"یہاں دستخط کرو غازہ ! "کاغذ غازہ کے سامنے کرتے ہوئے انہوں نے کہا تو غازہ نے ایک نظر اپنے سامنے بیٹھے اس اجنبی شخص کو دیکھا جس سے ابھی وہ چند گھنٹوں پہلے ملی تھی۔ ان چند گھنٹوں کی ملاقات نے اس شخص کو اس کا مختار بنا ڈالا تھا۔ زندگی میں پہلی بار قلم پکڑتے ہوئے غازہ کے ہاتھ بُری طرح کانپے تھے۔ وہ تو با آسانی قلم تھام کر شفاف کاغذ پر آڑھی ترچھی لکیریں کھینچ کر بہت سارے خاکے بنالیا کرتی تھی، کچھ دھندلے ہوتے تو کچھ میں پہلی ہی جست میں جان موجود ہوتی۔

"تم رشتے کھونے سے ڈرتی ہو غازہ ! "سبیکہ کا چند روز قبل کہا گیا جملہ کان کے پردے پر ابھرا تھا۔

"سچ کہا تھا تم نے میں رشتے کھونے سے ڈرتی ہوں سبیکہ ! اور یہ نیا ادھورا رشتہ بھی شاید میں کھونے کے لیے ہی بنا رہی ہوں۔" دل میں اس کے کہے کا جواب دے کر اس نے کاغذ پر قلم گھسیٹا تھا۔ عجیب بات تھی وہ ایک کاروباری شادی کے لیے دلہن بنی ہوئی تھی۔

☆☆☆

"میری زندگی برباد کر کے تم یہاں سکون سے سو رہی ہو۔ شام سے مینو مجھے فون کر رہی ہے اور میں اس کا فون نہیں اٹھا رہا جانتی ہو کیوں؟ کیونکہ میں اس سے بے وفائی کرنے پر بے حد شرمندہ ہوں۔ اپنی زندگی میں پہلی بار میں نے کسی کو چاہا ہے اور تم زبردستی ایک بزنس ڈیل کی طرح میرے سر پر آ گئی ہو۔" وہ بالوں میں ہاتھ چلاتا ہوا اپنے اندر کا سارا انتشار اس پر انڈیل رہا تھا۔ غازہ خاموشی سے بس اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ اسے واقعی ہی اس شخص پر ترس آیا تھا جس کی محبت آباد ہونے سے پہلے ہی اس کے باپ نے اجاڑ دی تھی۔ وہ بستر سے اتر کر اس کے نزدیک آئی تھی۔

"میں بہت تلخ ہو چکی ہوں کلیج ! جانتے ہو کیوں؟" اس نے اس کے چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی آہستگی سے کہا تھا۔

"کیونکہ اس دنیا اور معاشرے کی سفاکی آپ کو تلخ بنا دیتی ہے۔ اول تو مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ تم کسی سے کمیٹڈ ہو اور بالفرض اگر مجھے معلوم بھی ہوتا تو تب بھی میں وہاں کچھ نہیں کر پاتی۔ میں یہ کاغذی تعلق تب بھی نہیں روک سکتی تھی۔ تمہاری مجرم میں نہیں ہوں کلیج ارسلان ! بلکہ اپنے مجرم تم خود ہو۔ مینو کے مجرم تم ہو جو محض اپنے باپ کی لالچ کے ہاتھوں اپنی محبت پر ایک کاغذی سوتن لے آیا۔" وہ سینے پر بازو لپیٹے انتہائی تلخی سے کہہ رہی تھی جبکہ کلیج بس حیرت سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"جانتے ہو میرے لیے اب محبت کیا ہے۔" وہ آنسوؤں کو بمشکل روکے ہوئے تھی۔ "م جس سے (ال) مالک شروع ہوتا ہے، ح جس سے (ال) حلیم شروع ہوتا ہے، ب جس سے (ال) باری اور ت سے تمنا (وہ جو اللہ سے کی جاتی ہے) شروع ہوتی ہے۔۔ بس یہی ہے میرے نزدیک محبت!" وہ ضبط کی انتہا پہ تھی۔ "ایک وقت تھا تم میری تمنا تھے مگر اب صرف ایک ہی تمنا ہے میری۔۔۔۔ اللہ۔۔۔۔ بس اللہ۔۔۔!" وہ رکی اور گہرا سانس لے کر بولی۔ "ایک بار بھابھی نے کہا تھا کہ ایک بار جو چڑھ جائے رنگِ حبِّ الٰہی تو اترتا نہیں۔۔۔۔! ہاں وہی رنگ چڑھ گیا ہے مجھے۔" وہ زید کی خاموشی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔ اب ایک آخری جملہ رہ گیا تھا کہنے کو۔ وہ ہمت پیدا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ کہنے لگی تھی کہ زید بولا۔ "تمنا تمہیں نہیں بھی ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں تمہارا ہوں، تمہارا تھا، اور تمہارا ہی رہوں گا۔ شوہر کی تمنا بھی ہوتی ہے بھلا کسی کو۔" وہ مسکرانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"شوہر کے غیر محرم ہونے میں بس ایک دستخط کی دیر ہوتی ہے۔" وہ سنگدل ہو چکی تھی۔ دوسری جانب زید کو دھچکا لگا تھا۔

☆☆☆

"مجھے سننے میں آیا ہے کہ تم کسی کو پسند کرتی ہو۔" اسے جھٹکا لگا کیا وہ جان گئے تھے۔ وہ ذرا بوکھلا گئی مگر جھوٹ وہ نہیں بولنا چاہتی تھی۔

"جی، مگر آپ سے کس نے کہا؟" اس نے لکھ ہی دیا۔

"وہ اہم نہیں ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ اس کا نام کیا ہے؟" وہ کچھ مزید بوکھلائی۔ اب کیا کرے؟

"میں نہیں بتا رہی۔ ابھی کچھ کنفرم نہیں ہے۔ میں ایسے تو نام نہیں بتا سکتی نا؟" اسے یہی جواب ٹھیک لگا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ وہ یہ تاثر دے گی کہ وہ جو کوئی بھی ہے اس نے سوچنے کا وقت مانگا ہے۔ اب جھوٹ ہے تو جھوٹ سہی۔ شرم سے تو بچ جائے گی نا۔

"ویسے تم نہ بھی بتاؤ تو میں جانتا ہوں وہ کون ہے۔" وہ گھبراہٹ میں پگھل رہی تھی جلتی موم کی طرح۔

اچھا اتنے پُریقین ہیں تو بتائیں نام؟" اس نے ڈرتے ڈرتے ٹائپ کیا۔

"میں جانتا ہوں تم مجھے ہی پسند کرتی ہو، آئمہ۔" وہ دم بخود رہ گئی۔ آخر وہ کیسے جان سکتے تھے؟ ور اگر وہ جانتے تھے تو کب سے جانتے تھے؟ وہ حیران بھی تھی اور پریشان بھی۔

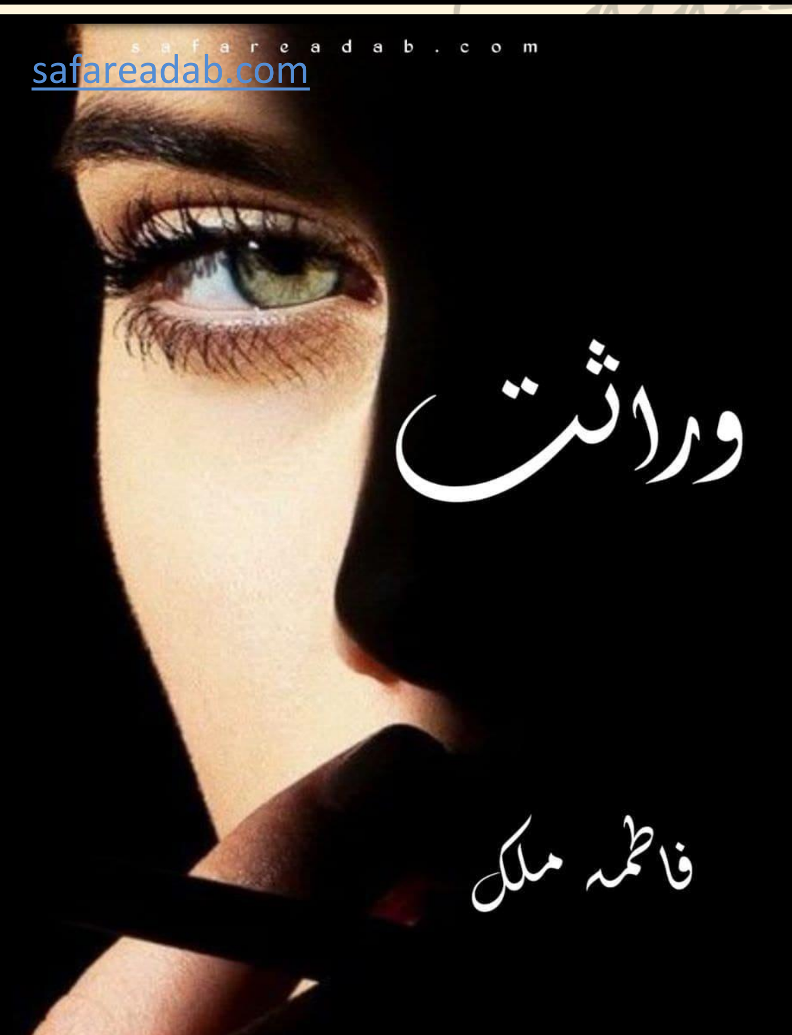

"اگر تمہاری مجھ سے شادی نہ ہوئی ہوتی اور تمہیں موقع ملتا تو کیا تم حسن خان کو اپنا لیتی؟"

رقیہ الجھ سی گئی۔ "میں سمجھی نہیں آپ کی بات کا مطلب۔"

وارث جان نے بہت سوچنے کے بعد سوال کا انداز بدل دیا۔ "تمہیں مجھ میں یا حسن خان میں سے کسی ایک کو چننا ہو تو کسے چنو گی؟"

رقیہ وارث کے اس سوال پر ناراض ہو گئی۔ "کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔ یہ کیسا عجیب سا سوال ہے۔۔ آپ شوہر ہیں میرے اور وہ کوئی نہیں میرا۔ بس ساتھ پڑھتا ہے اور اچھا کلاس فیلو ہے۔ اس کا آپ سے کیا مقابلہ بھلا!!!"

وارث جان ابھی بھی الجھا ہوا تھا۔ "رقیہ میں صرف اور صرف تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر تم حسن خان کے ساتھ کو پا کر خوش رہ سکتی ہو تو۔۔۔" اس کے باقی ماندہ الفاظ اندر کہیں دب کر رہ گئے تھے۔ رقیہ جو وارث جان سے کبھی اونچی آواز میں بولنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ اس نے وارث جان کے گال پر زوردار تھپڑ مار دیا۔۔ اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا کہ کیسے اس کا ہاتھ وارث پر اٹھ گیا۔۔

☆☆☆

"امبر تم نے کہیں رقیہ کو دیکھا ہے۔ مجھے گیٹ سے پتا چلا کہ رقیہ آچکی ہے۔" رقیہ کی حسن کی طرف بیک تھی۔ رقیہ مسکراتے ہوئے پلٹی اور حسن خان وہیں دل تھام کر کھڑا ہو گیا۔ "اف۔۔ کوئی اتنا خوبصورت کیسے ہو سکتا ہے۔" اس سے پہلے کہ حسن خان مزید کچھ اور کہتا رقیہ اس کی طرف بڑھی۔ حسن خان کی آنکھوں کی چمک بتا رہی تھی کہ آج وہ رقیہ کو پا لینے کے جنون سے آیا ہے۔ حسن خان کے ساتھ اس کی والدہ بھی تھیں۔ انہوں نے رقیہ کے لیے تعریفی جملے کچھ اس طرح کہے۔ "بہت خوبصورت ہو تم اور آج تو بہت زیادہ حسین لگ رہی ہو۔ جانتی ہو آج حسن مجھے کیوں لایا ہے اپنے ساتھ؟؟" ابھی وہ مزید کچھ کہتیں کہ رقیہ نے مسکرا کر حسن کو مخاطب کیا۔

"حسن ان سے ملو میرے ہسبنڈ۔ سردار وارث جان۔" حسن کی آنکھیں پھٹ سی گئیں وہ بے اختیار بولا "کیا؟؟ کیا کہا ہے تم نے۔۔۔؟؟ کون ہے یہ؟؟۔۔۔ مطلب تمہارے ساتھ کیا رشتہ ہے ان کا؟؟؟"

ناول رسمِ وفا کی ایک جھلک

منظر وہی تھا۔ تیرہ سال بعد پھر ایک بار وہ تینوں ایک ہی کمرے میں ایک ہی پوزیشن میں تھے۔ آج بھی حیات کی بھوری آنکھیں نم تھیں۔ فرق بس ان کی عمروں کا ہی تھا ورنہ وقت نے اپنے آپ کو دہرانے میں کوئی کسر نہ رکھی تھی۔

"ہمیں اندازہ نہیں تھا کہ تم باہر موجود ہو گی۔" پہلے جملے کے بعد اب کہنے میں کچھ آسانی ہوئی تھی۔ حیات بہت زیادہ حیران تھی اور مہر بھی۔

"اگر باہر نہیں بھی ہوتی تو...مجھے ایسا کچھ بھی کہنا نہیں چاہیے تھا جو کہہ دیا۔" ارسلان نے آنکھیں زور سے میچیں تھی۔ آہ کیسی آکورڈ سیچویشن میں پھنس گیا تھا وہ۔

(ارسلان آفتاب تو کسی کو وضاحت دینے کا پابند نہیں تھا؟) اپنے اندر سے خود کے لئے طنز آیا تو اس نے لب بھینچ کر سر جھٹکا۔

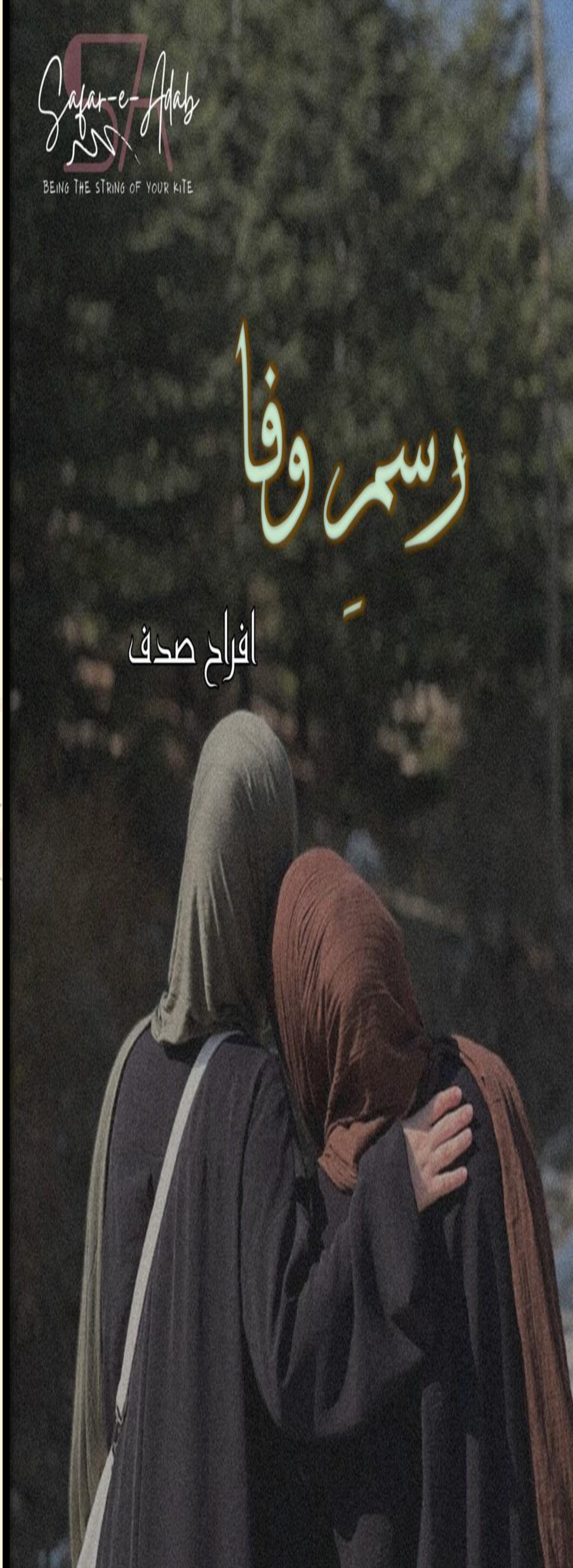

مہر نے حیات کو دیکھا جس کے چہرے پر اب خفگی کا تاثر تھا۔

"آئی۔۔۔۔ آئی ایم سوری!" اف۔ بس تین ہی لفظ تھے مگر اس قدر مشکل کیوں تھے؟ شاید اس لئے کہ بعض دفعہ ان الفاظ کے ادا کرنے سے کسی کی انا پہ ضرب پڑ جاتی ہے۔ جیسے اس وقت ارسلان آفتاب کی انا پر پڑی تھی۔ اور اس نے سامنے موجود بھوری آنکھوں والی لڑکی کے لئے اپنی انا پہ پیر رکھ دیا تھا۔ کیوں؟ اس سوال کا جواب اسے خود بھی معلوم نہ تھا۔

پھر وہ دروازے کی جانب پلٹ گیا۔ حیات نے بے اختیار سر اٹھا کے اسکی پشت کو دیکھا۔

" مہر کے کہنے پہ مانگ رہے ہوں گے معافی!" خفگی سے سوچا۔ وہ جاتے جاتے رکا اور پلٹا۔ حیات نے فوراً سر جھکا لیا۔

"اب یہ مت سمجھنا کہ میں صرف مہر کے کہنے پہ معافی مانگ رہا ہوں۔" حیات کا سانس یکدم سے رکا۔ بیڈ کو گھورتی آنکھیں بے یقینی سے پھیلیں۔

"ارسلان آفتاب کو کوئی بھی کسی بھی چیز کیلیئے مجبور نہیں کر سکتا۔"

حیات نے نظر ترچھی کر کے اسے دیکھا۔ "ہمم اچھا ڈائیلاگ ہے۔ آئم ایمپریسڈ!" آنکھیں گھماتے سوچا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کچھ کہا؟" اس کے بروقت سوال پہ اس کا دل یکدم دھڑکا۔ اس نے سانس روکے نفی میں سر ہلایا۔ وہ چلا گیا تو اس نے سکون کا سانس لیا۔

"ارے واہ!" یہ مہر کی خوشگوار حیرت میں ڈوبی آواز تھی جو ارسلان کے جاتے ہی کمرے میں گونجی۔

حیات نے بیزاری سے آنکھیں گھمائیں۔

"معافی مانگ لی ہے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ میری ناپسندیدہ افراد کی لسٹ سے نکل گئے ہیں۔"

بظاہر لاپرواہی سے کہا مگر حیات اندر ہی اندر حیران تھی۔ یہ کیا تھا؟ کیا وہ معافی مانگنا بھی جانتا تھا؟ کیا وہ شخص مغرور اور انا پرست نہیں تھا جیسا وہ ہمیشہ سے اسے سمجھتی آئی تھی؟ حیات کیلئے یہ یقین کرنا تھوڑا مشکل تھا کہ وہ ابھی ابھی اس سے معافی مانگ کر گیا ہے۔

"لیکن اگر انھوں نے تمہیں اپنے ناپسندیدہ افراد کی لسٹ سے نکال دیا ہو تو؟" مہر کی شوخ آواز پہ اسکی سوچوں کا تسلسل ٹوٹا۔

"تو دیکھیں گے۔ وہ بعد کی بات ہے۔" اس نے بات گول کی۔ اور مہر دل ہی دل میں خوش تھی کہ کسی طرح دونوں میں صلح تو ہوئی۔ اور شاید آگے بھی کم از کم وہ ایک دوسرے کو ناپسند تو نہ کریں۔ ایک امید سی بندھ گئی تھی۔ وہ دل ہی دل میں اس حادثے کیلئے شکر گزار بھی تھی۔ بعض دفعہ کچھ حادثے فائدہ مند ثابت ہوتے ہیں۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

مکمل ناول فری میں پڑھنے کے لیے یہاں کلک کریں۔

safareadab.com

سفر ادب کی جانب سے ناولوں کی پی ڈی ایف کاپی کو ہر غلطی سے ماورا بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ کسی بھی طرح کی غلطی پائی جانے پر اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ ہماری ٹیم کے تیار شدہ پی ڈی ایف کے تمام جملہ حقوق سفر ادب کے نام محفوظ کر لیے گئے ہیں۔ کسی ادارے یا شخص کی جانب سے ہمارے کام کو اپنے آفیشل استعمال میں لانے کی کوشش کو غیر قانونی سمجھ کر سفر ادب کی جانب سے کاروائی کی جا سکتی ہے۔

- ٹیم سفر ادب